AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

مسیحی اپاکریفل لٹریچر بطور ماخذ قصصِ قرآن: سینٹ ولیم کلئیر ٹسڈل کے مستدلات کا تاریخی و تنقیدی مطالعہ

Christian Apocryphal Literature as a Source of Quranic Narratives: A Historical and Critical Study of W. St. Clair Tisdall's Arguments

Dr. Muhammad Tayyab usmani
Incharge: Department of Islamic Studies

Baba Guru Nanak University, Nankana Sahib
tayyab.usmani@bgnu.edu.pk

Abstract

This research article presents a historical and critical analysis of the arguments proposed by the British orientalist and missionary, William St. Clair Tisdall (1859–1928), regarding the influence of Christian apocryphal literature on Quranic narratives. Tisdall, a key figure in the Church Missionary Society, argued in his seminal work, The Original Sources of the Qur'an, that Islamic scriptures were not divinely revealed but were a compilation of earlier Jewish and Christian traditions. The study specifically scrutinizes Tisdall's claims that the Quranic accounts of Mary (AS) and Jesus (AS)—including the service in the Temple, the birth under a palm tree, and the miracle of speaking in the cradle—were derived from non-canonical texts such as the Protoevangelium of James, the Infancy Gospel of Thomas, and the Arabic Gospel of Infancy. By evaluating the manuscript traditions, chronological dating of these apocryphal works, this paper exposes significant historical discrepancies in Tisdall's hypotheses. The findings suggest that many of these apocryphal texts were either compiled or significantly redacted after the advent of Islam, indicating that the Quranic text stands as an independent, divine corrective rather than a derivative work. The research further refutes the alleged Gnostic influences on Quranic Christology, concluding that Tisdall's methodology was primarily driven by missionary polemics rather than objective historiography.

Keywords: *William St. Clair Tisdall, Quranic Narratives, Christian Apocrypha, Orientalism, Missionary Polemics, Protoevangelium of James, Infancy Gospel of Thomas, Arabic Gospel of Infancy, Christology, Quranic Sources*

ولیم سینٹ کلئیر ٹسڈل 1859 میں پیدا ہوئے اور 1928 میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ وہ ایک برطانوی نژاد مسیحی مبلغ اور مستشرق تھے، جن کا علمی و تحقیقی کام بیسویں صدی کے آغاز میں مطالعہ اسلام کے میدان میں بہت نمایاں رہا ہے۔ ولیم کلئیر ٹسڈل کی سب سے بڑی پہچان ان کی غیر معمولی لسانی مہارت تھی کیونکہ وہ عربی فارسی سنسکرت آرمینیائی قدیم یونانی اور عبرانی جیسی پیچیدہ زبانوں پر دسترس رکھتے تھے ان کی علمی زندگی کا بڑا حصہ چرچ مشنری سوسائٹی (CMS) کے ساتھ وابستہ رہے۔ جس کے تحت انہوں نے ہندوستان میں بمبئی اور پھر ایران میں اصفہان کے قریب جلفا کے علاقے میں طویل عرصہ قیام کیا ان کا یہ قیام محض تبلیغی نہیں تھا بلکہ انہوں نے اس دوران مقامی مذاہب اور بالخصوص اسلام کے بنیادی مآخذ کا گہرا مطالعہ کیا۔ ٹسڈل کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ قرآن مجید وحی الہی نہیں بلکہ مختلف سابقہ ادیان اور روایات کا مجموعہ ہے۔ اپنی اس فکر کو انہوں نے اپنی کتاب "The original Sources of Quran" میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے وہ اس کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ:

> "The object of the present work is to investigate the sources from which the Islam of Muhammad's days and of the present time was derived, and to show how much of it was borrowed from earlier systems."[1]

ان کی ایک اور اہم تصنیف ینابیع الاسلام ہے جو اصل میں فارسی میں لکھی گئی اور بعد میں اس کا انگریزی ترجمہ دی سورسز آف اسلام کے نام سے شائع ہوا اس کتاب میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قرآنی قصص کو مسیحی اپاکریفا سے لیا گیا ہے۔ کلئیر ٹسڈل نے جیمز لانگ لیکچرز کے دوران اسلامی عقائد پر جو تنقید کی، اسے بعد میں "*The Religion of the Crescent*" کے نام سے کتابی شکل دی گئی اس کتاب میں وہ اسلام کی اصل کے متعلق اپنا حتمی فیصلہ ان الفاظ میں دیتے ہیں:

> "We shall find that there is hardly a single doctrine or a single practice in Islam which is not either a direct copy from some earlier system or a slight modification of what had existed for ages before."[2]

کلئیر ٹسڈل کی تحقیقات کا اثر مقامی ہندوستانی مصنفین پر ہوا اور عالم غرب کے مسیحی منصرین اور استشراقی ناقدین کے تحریرات پر بھی۔ برصغیر کے کرسچن مشن کی جانب سے ان کی کتب کی ناشر و اشاعت بھی ہوئی، اس لیے ضروری امر ہے کہ برصغیر میں مسیحی انتقادی فکریات کا پس منظر بھی معلوم رہے۔

برصغیر میں مسیحی جدلیاتی فکر کی آمد و توسیع:

برصغیر میں مسیحیت کی آمد مسیحی شواہد و مآخذ کی روشنی میں بہت قدیم ہے۔ مسیحی مصنف برکت اللہ کا رجحان یہی ہے کہ توما رسول کی آمد سے مسیحیت کی آمد ہندوستان میں ہوئی اور انہیں ہندوستان کی ہی سرزمین پر مدراس میں شہید کیا گیا۔3 ولیم بارکلے کا رجحان ہے کہ مسیحی تاریخ کے ابتدائی آثار کا سراغ لگانا آسان نہیں۔4 ایک رجحان مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنی والدہ کے ساتھ ہندوستان میں آئے اور کشمیر میں سکونت کے دوران انتقال ہوا اور روضہ بل میں تدفین ہوئی۔5 اس تصور کو اس شد و مد سے پیش کیا کہ اس پر مستقل ایک کتاب "مسیح ہندوستان میں" تحریر کی اور 1908ء میں چھپی۔ تجارتی مفادات کے حصول کے لیے ہندوستان میں بیرونی مسیحیوں کی آمد واسکوڈی گاما کی سربراہی

میں پرتگیزی 1498ء میں کالی کٹ کی بندگاہ پر لنگر انداز ہوئے،6 تجارتی مقاصد کے لیے آنے والے پرتگیزیوں نے دمن، دیو اور گوا پر قبضہ کیا اور اس کے لیے قتل وغارت ایسی کی کہ حروبِ صلیبیہ کی یاد تازہ ہوگئی۔7 مخالفین کے علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں کے حاکم کو جبرا مسیحیت قبول کروائی جاتی اور پھر لزبن بھیج دیا جاتا۔8 مسلم مسیحی جدلیات کے تناظر سے برصغیر کا تاریخی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزی ہی پہلے مسیحی ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم وجبر کی انتہاء کردی۔ 1105ء میں مسلم جہاز کو لوٹا اس میں موجود مسلم کو خواتین کو برہنہ کیا گیا۔ جنسی ہراسانی کے ڈر سے چند سمندر میں کود گئیں اور کچھ نے خود کو خنجر کے نظر کر دیا۔9 عہد اکبر میں مسیحیوں کی رسائی اکبر تک ہوئی اور کئی مسیحی وفود کی دربار میں آمد اکبر کو مسیحی بنا کر برصغیر کو مسیحی سلطنت بنانے کے مشنری مقصد کے تحت ہوئی۔ انہی ملاقاتوں میں مسیحیوں کی جانب سے قرآن پاک کا ایک فارسی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس ترجمہ کو پیش کرنے کا مقصد اکبر کو یہ باور کروانا تھا کہ قرآن مجید نعوذباللہ خامیوں اور اغلاط و اختلافات پر مبنی کتاب ہے۔ قرآن کریم پر برصغیر میں مسیحی تنقیدات کا ابتدائیہ یہی ہے۔ شواہد اس بات کی جانب بھی اشارہ کرتے ہیں کہ مسیحیوں کی جانب سے اکبر کو قرآنی درس وتدریس پر پابندی کی درخواست کی گئی۔10 پرتگیزیوں کے بعد ولندیزی اور فرانسیسی بھی آئے لیکن جتنا برصغیر میں جو عروج انگریزوں کو ملاوہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آیا۔ انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت میں باقاعدہ مجاز تجارت کا آغاز 1600ء میں کیا لیکن سیاسی استحکام کا آغاز 1757ء میں ہوا۔ ان کے مقاصد تجارتی مفادات کے تناظر میں مسیحیت کا فروغ تھا۔ ہمفرے ہندوستان میں مسیحیت کے فروغ اور

قدیم مسلم مسیحی جدلیات ومنافرت کا بدلہ برصغیر میں مسلمانوں سے سے لینے کے حوالے سے لکھتا ہے:۔

"ایک دفعہ نو آبادیاتی علاقوں کے وزیر نے لندن کے ایک مشہور پادری اور دیگر پچیس مذہبی سربراہوں کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کیا جو پورے تین گھنٹے جاری رہا اور جب یہاں کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوسکا تو پادری نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا: آپ لوگ اپنی ہمتیں پست نہ کریں، صبر اور حوصلے سے کام لیں۔ عیسائیت تین سو سال کی زحمتوں اور دربدری کے بعد حضرت عیسیٰ اور ان کے پیروکاروں کی شہادت کے بعد عالمگیر ہوئی، ممکن ہے آئندہ تین سو سالوں بعد کافروں کو نکالنے کامیاب ہو۔ بس ہم پر لازم ہیں ہم اپنے آپ کو محکم ایمان اور پائیدار صبر سے مزین کریں اور ان تمام وسائل کو بروئے کار لائیں جو مسلمان خطوں میں عیسائیت کی ترویج کا سبب ہو اور اس میں ہمیں صدیوں کا عرصہ بھی گزر جائے تو گھبرانے کی کوئی بات نہیں، آباؤاجداد اپنی اولاد کے لیے بیج بوتے ہیں اور اس کے لیے وہی طریقہ اختیار کرنا ہوگا یعنی نفاق کا بیج ان کے درمیان بو دیا جائے جو اسپین کے لئے کیا جس طرح اسپین کی صدیوں کے بعد عیسائیوں کی آغوش میں چلا آیا تھا..... اب وقت آگیا ہے کہ عیسائی مسلمانوں سے اپنا بدلہ چکائیں اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ بحال کریں اس وقت سب سے بڑی عیسائی سلطنت حکومت عظیم برطانیہ کے ہاتھ میں ہے جو دنیا کے طول وعرض پر اپنا سکہ جمائے ہوئے ہیں اور اب برطانیہ چاہتا ہے کہ اسلامی مملکہ تو سے نبردآزمائی کا پرچم بھی اسی کے ہاتھ میں ہو۔"11

برصغیر میں فکری واعتقادی ہم آہنگی ویک رنگی پیدا کرنے کے لیے برطانوی سلطنت کی جانب سے مسیحی مبشرین ومبلغین بھیجے گئے تاکہ مقامی آبادی میں خود کو مستحکم کرسکیں۔ ان مبلغین نے انجیل کا فارسی ترجمہ کیا اور مناظرے کیے۔ مسیحی مواد کی فراہمی کے لیے چھاپہ خانے بنائے گئے

۔ان مشنری سرگرمیوں میں حکومت بھی برابر کی شریک تھی، سرسید احمد خان حکومت کی تبشیری مبلغین کی پشت پناہی کے حوالے سے لکھتے ہیں :۔

"ہماری گورنمنٹ کی ابتدائی حکومت ہندوستان میں مذہب پر گفتگو بہت کم تھی،روزبروز ہوتی گئی اور اس زمانے میں بدرجہ کمال پہنچ گئی اس میں ہماری گورنمنٹ کو ان امور میں کچھ مداخلت نہیں تھی مگر ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ یہ سب معاملے بموجب حکم اور بموجب اشارے مرضی گورسب جانتے ہیں کہ پادری صاحبوں کو گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے اور گورنمنٹ سے پادری تنخواہ پاتے ہیں۔"12

یہ شواہد اس بات کو واضح کررہے ہیں کہ نووار مسیحیوں کا مقصد اس خطے کو مسیحی بنانا تھا اور اس کے لیے ان کے مسلم مخالف تمام اقدامات کا اصل کار فرما سبب اسلام دشمنی تھا۔

برصغیر میں قرآنیات پر مسیحی کتب:

مسیحیت کے فروغ میں متنوع امور کا سہارا لیا گیا، جن میں تقریر و تحریر اور سماجی خدمت سرفہرست ہیں۔ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنے کے لیے وہی حکمتِ عملی اپنائی گئی جو محارباتِ صلیبیہ کے بعد اسلام کے خلاف اپنائی گئی یعنی تحریر کا سہارا لیتے ہوئے مسیحی اہل قلم نے قرآن کریم اور سیرت النبی ﷺ کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا۔ان تحریری تنقیدی کا بنیادی نکتہ تنقیصِ اسلام ومقتضیاتِ اسلام تھا۔ذیل میں ان کی قرآنیات پر لکھی گئی کتاب کا تعارف اور ان کی محتویات پیش کی جارہی ہیں:

قرآنی تراجم:

1-فارسی ترجمہ از جیروم زیوئیر

2-اردو ترجمہ: بحکم جان بارتھویک گلکرسٹ

3-ترجمہ قرآن بہ اردو زبان از پادری عماد الدین لاہز

4-مرآۃالقرآن از پادری احمد شاہ

5-ترجمۃالقرآن از پادری احمد شاہ

قرآنی تفاسیر:

1-سورہ فاتحہ از پادری روس 13

2-سلطان التفاسیر از سلطان محمد پال

قرآنیات پر مسیحی کتب:

1-ضرورتِ قرآن از پادری ٹھاکر داس

2- تحریفِ قرآن از ماسٹر رام چندر

3-اعجاز القرآن از ماسٹر رام چندر

4-تاویل القرآن از اکبر مسیح

5-دینِ اسلام از پادری ای ایم ویری

6 – انجیل یا قرآن از پادری جی ایل ٹھاکر داس

7- میزان الحق از جی سی فانڈر

8-ینابیع القرآن از ولیم کلئیر ٹسڈل

9-ینابیع الاسلام از ولیم کلئیر ٹسڈل

10-توضیح البیان فی اصول القرآن از پادری برکت اللہ

ان کتب کے علاوہ دیگر مسیحی کتب بھی ہیں لیکن ان کے داخلی مضامین مذکورہ کتب میں ذکر کردہ قرآنیات پر تنقیدات ہی ہیں، اس لیے اس مضمون میں ایک اہم اساسی شخصیت "ولیم کلئیر ٹسڈل" کے قرآنی انتقادی ملحوظات ہی زیر مطالعہ ہی ہیں کیونکہ قرآن کریم کے قصص کے حوالے سے منہجی تبدیلی یعنی قصص قرآنی کے آخذ براہ راست بائبل کی بجائے یہودی ثانوی مصادر و متون کو مصدرِ قرآن قرار دیا گیا۔اس منہجی تبدیلی کا سرخیل ابرہم گائیگر ہے، جس کی پیروی کلئیر ٹسڈل نے کی اور قرآن کریم کے ماخذ کے طور پر مسیحی اپاکریفل لٹریچر کو متن قرآنی کی اصل قرار دیا۔اس منہجی تبدیلی کے حوالے سے میچل ای پریگل اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:-

"The crux of Geiger's analysis was his observation of the many conspicuous

parallels between Quranic episodes and the narratives of the midrash, rabbinic exegesis of the Hebrew Bible. Essentially, Geiger explained the apparent deviations of Quranic stories about the patriarchs and prophets from their parallels in the canonical Hebrew Bible as due first and foremost to their derivation from what he assumed must be Jewish prototypes of those stories found in the midrash."14

قصصِ قرآنی کے مسیحی اپاکریفل آخذ: کلیئر ٹسڈل کے مستدلات

قرآنی قصص میں سے چند قصے ایسے ہیں جن کے بارے میں مغربی استشرقی وتنصیری محققین کی رائے یہ ہے کہ ان کے آخذ غیر مستند مسیحی آخذ ہیں، "John C. Blair" لکھتا ہے:۔

"Much of Muhammad's teaching about the Person of Jesus was evidently taken from apocryphal sources."15

کلیئر ٹسڈل "Claire Tisdall" قرآن کریم کا مصدر مسیحیت، مسیحی کتبِ مستندہ وغیر مستندہ قرار دیتا ہے:۔

" From the careful examination of the whole subject dealt with in this chapter (i.e., The influence of Christianity and Christian Apocryphal books) we therefore conclude that the influence of true and genuine Christian teaching upon the Quran and upon Islam is general has been very slight indeed, while on the other hand apocryphal traditions and certain respects heretical doctrines have a claim to be considered as farming one of the original sources of Muhammadan faith."16

مسیحی جاہل فرقوں کی تعلیمات پر مبنی روایات قرآن میں ہیں:۔

" Muhammad having but an imperfect knowledge of the Gospel, learned from these people, who were all around him, what he believed to be the purport of the New Testament. It was his object to establish a faith which should embrace and unite all races of the Peninsula, and the Christians among the rest. He therefore entered in the Qur'an very much of the teaching and vain imaginations of these ignorant sects."17

بقول ٹسڈل کے مطابق مسیحیت مخالف مواد کو عمداً نبی کریم ﷺ نے قرآن میں بیان کیا۔

"Muhammad was never brought into contact "with pure Gospel Christianity; and it is largely to the false forms which the faith had then almost universally assumed that the rise of Islam is really due, since repulsion from these prevented Muhammad from ever really seeking to discover the truth contained in the Gospel, and thus impelled him to found a new and anti-Christian religion.."18

یہاں صرف انہی قصص کو ذکر کیا جائے گا جنہیں یہ امتیاز حاصل تھا کہ ان واقعات کو صرف قرآن کریم نے اختصاصی طور پر ذکر کیا ہے لیکن استشراقی تحقیق کے مطابق یہ قصے غیر معتبر مسیحی کتب سے لیے گئے ہیں:۔

1۔ قصص مریم علیہا السلام:۔

قرآن کریم نے مریم علیہ السلام کا قصہ انتہائی اہتمام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مریم علیہا السلام کے حوالے سے وہ قصے جو قرآن کریم میں اختصاصی بنیادوں پر مذکور مستشرقین و مسیحی اہل قلم کے تحقیقی نتائج کے مطابق مسیحی غیر مستند ذرائع سے ماخوذ ہیں، وہ درج ذیل ہیں:۔

مریم علیہا السلام کے واقعات: ہیکل کی خدمت، رزق دیا جانا، بچے کی بشارت:۔

مریم علیہا السلام کی کفالت کے لیے جب انہیں ہیکل کی خدمت کے دیا جانے لگا تو اس وقت قرعہ اندازی کا تذکرہ قرآن کریم نے کیا ہے۔19 اس کی اصل کے بیان میں استشراقی نظریہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد "Protevangelium" ہے:۔

"In an Arabic apocryphal book, called the History of our holy Father the Aged, the Carpenter (Joseph), there is given the following account of Mary as a child. Her parents took her to the Temple when three years old, and she remained there nine years. Then when the Priests saw that the Holy Virgin had grown up, they spoke among themselves, — Let us call a righteous man, one that fears the Lord, to take charge of Mary till the time of her marriage, that she may not remain in the Temple. But before that time when her parents brought her, a new occasion had arisen, of which we read as follows in the Protevangelium: —

The Priest accepted the child, and having kissed and blessed her, spake thus to her:— May the Lord glorify thy name over all the races on the face of the earth. The Lord God will in the latter days manifest to thee the ransom of the house of Israel. And Mary remained like a dove in the Temple of the Lord, and received food at an angel's hand. And when she was twelve years of age, the Priests came together saying: — See now, Mary is twelve years old, and still in the Temple of the Lord; what then shall we do with her?....And behold an angel of the Lord stood beside him and said: — Zacharias; Zacharias! come forth, and bring together all the widowers of thy people, and let each carry his rod, and whom the Lord God." will signify, his wife shall she be. And the criers went over the whole land of Judea, and proclaimed it by the trumpet of the Lord, and all flocked together; and Joseph also carrying his rod hurried to the Synagogue. So having come together, they went to the Priest, who, gathering all their rods, went into the Temple and prayed. Having finished the prayer, he came forth, and gave to each man his rod, but upon none of them was there any mark. Joseph's rod came to him last of all. And lo! a dove came out of the rod, and sat upon Joseph's head. Then the Priest said to him: - Thou hast been chosen to take the Virgin of the Lord; take her therefore under thy protection .... And Mary, taking a pitcher went forth to fill it with water; and lo! a voice saying, — "Hail thou highly favoured one: the Lord is with thee; blessed art thou among women." And she looked to the right and to the left to see whence the voice came; trembling she returned to her house, and putting down the pitcher, sat upon her seat ....And lo, the angel of the Lord from over her cried, "Fear not, Mary, for thou hast found favour with the Lord and shalt conceive by his word." Mary hearing it, became anxious in her soul, saying, Am I to conceive, as every woman doth, and bring forth? And the angel said unto her: - "Not thus, Mary, for the power of the Highest shall overshadow thee: therefore that Holy Child shall be called the Son of the Highest, and thou shalt call his name JESUS."20

اس قصے کو "Coptic history of virgin" سے بھی ماخوذ بیان کیا جاتا ہے۔ ٹسڈل نے اپنی کتاب میں اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے:۔

"When placed by Hanna in the Temple, Mary was fed there like the doves, as the angels of the Lord brought her food from the heavens. When she worshipped the Lord in the Temple, they did reverence to her, and often brought her fruit from the Tree of Life, which she did eat with cheerfulness..... Mary lived in the Temple, a pure and holy worshipper, till twelve years of age. She had been her first three years in her parents' home, and nine years in the Temple. Then the Priests seeing that she was growing up a virtuous and God-fearing maiden, consulted together, saying:— "We must seek for a righteous God-fearing man to whom she may be given in marriage." And so having summoned the tribe of Judah together, they chose twelve men according to the names of each of the twelve tribes of Israel, and the lot came out upon that good old man Joseph. Then when she became with child, Mary was summoned with Joseph before the High priest, who thus addressed her: — O Mary, what is this thou hast done, and debased thy soul: thou who in the Holy of holies feddest from the hand of an angel, and heardest their hymns, ...what is this thou hast done? Weeping bitterly she answered:— By the living God I swear that I am pure before him and have known no man. "21

نخلہ کے نیچے جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش:۔

جنابِ عیسیٰ کی پیدائش کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ہے۔ اس قرآنی قصے کی بنیاد یہی اپاکرفا ہے " The History of the "Nativity of Mary and the Saviour's Infancy ہے:۔

"Mary, the Palm-tree, etc., we give an extract from an apocryphal book called the History of the Nativity of Mary and the Saviour's Infancy:— Now on the third day after she had set out, Mary was wearied in the desert by the heat, and asked Joseph to rest for a little under the shade of a palm-tree. So he made haste and made her sit down beneath it. Then Mary looking up and seeing its branches laden with fruit, said, — I desire if it were possible to have some of that fruit. Joseph answered:— I wonder at what thou sayest, since thou must see how lofty the branches of the palm-tree are; and besides, I am anxious to get water, for all in my vessel is done, and there is none anywhere about to fill it with. Just then the child Jesus, looking up with a cheerful smile from his mother's bosom, said to the palm-tree:— Send down thy branches here below, that my Mother may eat fresh fruit of thee. Forthwith it bent itself at Mary's feet, and so they all ate of its fruit. When they had gathered all the fruit, it still remained bent, waiting for orders to arise. Then Jesus said:— O palm-tree, arise with cheerfulness, be one of my Father's trees in Paradise; but with thy roots open the fountain beneath thee; and bring me here for my refreshment some of the water flowing from that fount. At once the tree became erect, and began to pour from its roots water beautifully clear and sweet before them. So when they saw the water, they were all filled with delight, and drank of it with their cattle and servants, till they were satisfied and praised the Lord. Between this story, as told here and in the Qur'an, there is just this divergence, that with the latter the Palm-tree appears at the time of the Messiah's birth, whereas this ancient Christian tale belongs to a somewhat later period, namely, after the journey of Joseph and Mary into Egypt."22

قصص جنابِ عیسیٰ علیہ السلام:۔

جنابِ عیسیٰ کے دو اہم قصے جن میں قرآن کریم کو یکتائی حاصل ہے، ان کے بارے میں ٹسڈل کے خیالات یہی ہیں کہ یہ بھی اپا کرفا اور غیر مستند اناجیل سے ماخوذ ہیں:۔

1-ماں کی گود میں کلام:۔

قرآن کریم نے جنابِ عیسیٰ کے بچپن میں کلام کا تذکرہ کیا تو اس کی بنیاد "Clair Tisdall" اپنی کتاب "قرآن کے اصل آخذ" میں "انجیل طفولیت" کی کتاب "یوسف کی کتاب" بیان کرتے ہوئے اس کتاب کا اقتباس نقل کرتا ہے:۔

" The origin of this legend is not far to seek. We have already seen that one of the apocryphal Gospels represents Christ, when on His journey to Egypt in His infancy, as addressing the palm-tree and bidding it how down and permit His Mother to pluck its fruit. But probably the source from which Muhammad borrowed the incident is Injilu't Tufuliyyah, better known as the Arabic Gospel of the Infancy. In the first chapter of that work we read:—

"We have found it recorded in the book of Josephus the Chief Priest, who was in the time of Christ (and men say that he was Caiaphas), that this man said that Jesus spake when He was in the cradle, and said to Mary His Mother, 'Verily I am Jesus, the Son of God, the Word which thou hast borne, according as the angel Gabriel gave thee the good news; and My Father hath sent Me for the salvation of the world "23

یہ قصہ جناب نبی مکرم ﷺ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ سے سنا۔اس شبھے کے بارے میں کلئیر ٹسڈل لکھتے ہے:۔

" This book of the Childhood was translated into Arabic from the Coptic original, and must have been known to the Prophet's Coptic hand-maiden, Mary. From her he must have heard the tale, and believing it to have come from the Gospel, adopted it with some little change, and so entered it in the Qur'an."24

2-تصلیبِ مسیح:۔

مسیح علیہ السلام کو صلیب دیئے جانے کے حوالے سے واضح موٴقف ہے کہ آپ کو صلیب نہیں دی گئی بلکہ آپ کی شبیہ والے شخص کو دے دی گئی۔ لیکن قرآنی قصص پر تحقیق کرنے والے مستشرقین کے نزدیک اس نظریے کا ماخذ غنوصی فرقے کے نظریات ہیں، ٹسڈل لکھتے ہے:۔

" He gladly adopted the assertion of certain heresiarchs, with whose views in other respects he had little in common. Several of these had, long before Muhammad's time, denied the actual suffering of Christ. Irenaeus tells us with reference to the teaching of the Gnostic heretic Basilides, who flourished about A.D. 120, that, in speaking of Jesus, he taught his deluded followers "That He had not suffered; and that a certain Simon of Cyrene had been compelled to carry His cross for Him; and that this man was crucified through ignorance and error, having been changed in form by Him, so that it should be thought that he was Jesus himself."25

جان سی بلئیر نے ٹسڈل کے منہج پر مزید اضافہ کرتے ہوئے اس نظریے کا ماخذ اپاکرفا "رسولوں کا سفر "نامی غیر مستند کتاب کو قرار دیا ہے۔

" The same idea is contained in an apocryphal work called the Travels of the Apostles, which Photius in his Bibliotheca refers to. It is asserted in this book that 'Christ had not been crucified, but another in His stead."26

3-مٹی کے پرندے:۔

ٹسڈل اسے بھی اپاکرفا میں سے شمار کرتے ہوئے انجیل توما سے منقول قصہ قرار دیتا ہے:۔

"such as these have nothing to do with the Gospel, but like those before of the cradle, palm-tree, etc., have been taken from imaginary and fabulous Christian writings, such as the following from a Greek story-book called The Gospel of Thomas the Israelite: — The child Jesus, when five years of age, was playing on the road by a dirty stream of running water; and having brought it all together into ditches, immediately made it pure and clean; and all this by a single word. Then having moistened some earth, he made of it twelve sparrows. And it was the Sabbath day when he did these things. There were many other children playing with him. Now a Jew, seeing what Jesus did, that he was playing on the Sabbath day, forthwith went his way to his father Joseph; Behold, he said, thy son is at the stream of dirty water, and having taken up some mud, hath made of it twelve sparrows, and hath thus desecrated the Sabbath. On this Joseph went to the spot, and cried out:— Why dost thou do these things on the Sabbath day which it is not lawful to do? Whereupon Jesus, clapping his hands at the sparrows, cried aloud to them, — Go off! So they, clucking, flew away. The Jews seeing it, were astonished, and went and told their Rulers what they had seen Jesus do."27

مسیحی ثانوی مصادر سے اخذ واستفادہ: کلئیر ٹسڈل کے متدلات کا تاریخی تنقیدی مطالعہ

جنابِ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ مریم علیھا السلام کے احوال حیات کے بیان میں قرآن کریم بلخصوص جن واقعات کا اختصاصی پہلو سے تذکرہ کرتا ہے، ان کی الہامی واستنادی حیثیت کے حوالے سے کلئیر ٹسڈل اور ان کے متبعین کا مدعا یہ ہے کہ ان کے ماخذ مسیحی اپاکرفا متون ہیں، جن اپاکرفا مسیحی مصادر سے اخذ واستفادہ کی بات کی جاتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

- "Protoevangelium of James"
- تھامس کی انجیل "Gospel of Thomas"
- انجیلِ طفولیت عربی "Arabic Gospel of Infancy"
- سیڈو میتھیو " Gospel of Ps.-Matthew"

1- انجیلِ جیمس "Protoevangelium of James":۔

"Protoevangelium of James" کو انجیل جیمس بھی کہا جاتا ہے:۔

"….the Protoevangelium of James, sometimes referred to as the Infancy Gospel of James." 28

اس کتاب کا مدّون "جے کے ایلوٹ" کے بقول یعقوب یرو شلیمی ہے:۔

"In ch. 25 the author claims to be James of Jerusalem."29

بقول "A.J.Elliott" اس کتاب کے داخلی متن کا دعوی یہ ہے کہ اس کا مصنف جنابِ یسوع مسیح کا سوتیلا بھائی یعقوب ہے، جو مریم علیھا السلام کے شوہر یوسف کی پہلی بیوی سے تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا مصنف نامعلوم شخص ہے -

" In PJ 25. i the author claims to be James the step-brother of Jesus by Joseph's first marriage. and the Gelasian Decree identifies him with James the Less of Mark 15: 40."30

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف یعقوب یرو شلیمی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس کتاب مصنف ایسا نامعلوم شخص ہے، جو یہودی روایات اور فلسطین کے جغرافیہ سے واقف نہیں:۔

" In fact the author is unknown. He is not likely to have been a Jew: there is in PJ a great ignorance not only of Palestinian geography but also of Jewish customs (e.g. Joachim is forbidden to offer his gifts first because of childlessness; Mary is taken

to be a ward of the Temple; Joseph plans to go from Bethlehem to Judea)."31

کتاب کا نام "Protoevangelium of James" بعد میں رکھا گیا، اس کے دیگر نام "یعقوب کی الہام" اور یعقوب کے نام کے بغیر "پیدائشِ مریم"، "سینٹ مریم کی پیدائش" اور "پیدائشِ خداوند اور والدۂ خداوند" وغیرہ ہیں:۔

" The familiar designation 'Protevangelium ' is not old . It is to Postel and Neander that it owes its established position . PBodmer 5 has 'Birth of Mary . Revelation of James , the later Greek manuscripts mostly 'Story'. 'History' or Account ' and then , eithr with or without mention of James, give the contents, which they usually describe as ' Birth of Saint Mary. Mother of God'. The Syriac translation bears the title Birth of our Lord and our Lady Mary'. Origen mentions our document as 'Book of James ' (o n the title cf. de Strycker. *La forme*, pp . 208-216)."32

محققین اولین تصنیف دوسری صدی میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس کے پاپیرس بورڈمر پر دوسری مرتبہ کام تیسری صدی میں ہوا:۔

" Most scholars now date PJ, or at least the bulk of the first draft of PJ, to the second half of the second century………The Bodmer Papyrus V has been dated to the third century and already shows secondary developments."33

اس کے تراجم قبطی، سریانی، جارجین آرمینی اور ایتھوپیائی زبان میں ہوئے:۔

The text of the Protevangelium, which was probably originally composed in the second century, was particularly popular in the East. Over 150 manuscripts of it in Greek have survived. These are dated from several centuries, thus indicating its long-standing popularity. It was translated into several early versions (Coptic, Syriac, Georgian, Armenian, Ethiopian and Slavonic) showing that it was also popular in a wide geographical area. Latin versions also exist, albeit not in great numbers. (The most complete manuscript in Latin is Paris, Bibliothèque Sainte-Geneviève 2787, recently edited by Rita Beyers."34

اس کے اکثر یونانی مخطوطات دسویں صدی کے بعد کے ہیں:۔

A" Most surviving Greek manuscripts of PJ are later than the tenth century."35

ان یونانی مخطوطات پر اضافات کا کام پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں ہوا:۔

" The first edition of the printed Greek text, based on a now unknown manuscript, was by M. Neander (Neumann) in 1564. His text was used in the editions of Grynaeus, Fabricius, Jones, and Birch. Birch's may be seen as the first text-critical edition; in addition he made use of two Vatican manuscripts. Thilo's edition was based on Paris 1454 (= Tischendorf's C) with an apparatus that included seven other Paris manuscripts and Birch's two Vatican manuscripts. Suckow's text reproduced a Venice manuscript (= Tischendorf's A)." 36

تنقیدی نقطہ نظر سے اگر قدیم ترین نسخے کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس کا چوتھی صدی کا قول تخمینی ہے۔اس کے مخطوطہ پر کام جو کیا گیا اس کی اغلاط کی اصلاح کر کے 1961ء میں شائع کیا گیا:۔

"It was only with the discovery of the Papyrus Bodmer 5 (edition: M. Testuz. *Papyrus Bodmer V Nativiti de Marie*. 1958 ; the papyrus is probably to be dated to the 4th cent, rather than to th e 3rd , as by Testuz) that a new phase began in research into the Greek tradition . In 1961 E.de Strycker published his great investigation (for title, see above), in which he wrought the printed Greek texts and the versions into a text which was intended to present 'the most ancient form' . In the process the significance of PBodmer 5 was certainly rated very high , but it was not overestimated . Thus de Strycker was able on the one hand to correct many errors in Testuz ' edition , and on the other to show that some development of the text had already preceded the Bodmer papyrus."37

اس کا قدیم ترین ترجمہ سریانی ہے اور اس کی توقیت پانچویں صدی عیسوی بیان کی جاتی ہے، لیکن اس کی حالت نہایت مخدوش اور نا قابل استعمال تھے:۔

"The Syriac translation, of which we have four manuscripts (in part, however, fragmentary). probably originated in the 5lh century. It can claim a great significance, alongside PBodmer. since here we have a text older that the 6th century, even if the quality of the text is not so good as that of PBodmer 5."38

اس اپاکرفا کے متنی بیانات چرچ کو قبول نہ تھے:۔

" Subsequent church opinion in the West found such teaching unacceptable: Jerome wasinstrumental in condemning this teaching in PJ as wrong, and he argued that Jesus' siblings were his cousins. Jerome's explanations met with papal approval and were responsible for the decline in the use of PJ in the West."39

اس کے بیانات میں انتہائی تاریخی اغلاط کی موجودگی کا قول بھی موجود ہے:۔

"The historical value of the stories in PJ is insignificant. The names of Mary's parents, the names of Reuben, Zacharias, and Samuel are all fictitious. Zacharias is wrongly identified with Zacharias of Matt. 23: 35. Simeon was not a high-priest. The water of jealousy was not administered to men. The oracular plate on the forehead is not known outside PJ. Other peculiar details include the contradiction of the angelic annunciation (12. 2, cf. u) and the warning given to the Magi not to go to Judea when they were already there (21. 4).2 Such details do not necessarily indicate the author's use of variant sources; they may result from his own lack of interest in, or awareness of, such apparent inconsistencies."40

2-تھامس کی انجیل "Gospel of Thomas":۔

مسیحی متون میں سے قرآنی ماخذ کے طور پر اسے متصور کیا جاتا ہے۔اس انجیل کی تھامس کی جانب نسبت ایک اندازے کے تحت ہے:۔

"The choice of Thomas (who is now called an apostle, now an 'Israelite philosopher") as the author may be connected with the tradition of Thomas' s apostolate in India."41

اے جے ایلوٹ کی کہنا ہے کہ متن اس بات کا دعوی نہیں کرتا کہ یہ متن تھامس کا لکھا ہوا ہے:۔

"The commonly used title is a misnomer. Most of the manuscripts do not claim that it was written by Thomas, nor does this "Gospel" tell of Jesus' infancy."42

اس کا زمانہ تدوین دوسری صدی عیسوی بیان کی جاتی ہے:۔

"This text was probably originally written in Greek and comes from the second century.

Translations were made early into Syriac, in which language the earliest form of this work seems to have survived, and into Latin (in two versions), as well as into Ethiopic, Slavonic and

Georgian."43

پانچویں صدی عیسوی کے تحریر کردہ سریانی نسخے کو قدیم ترین قرار دیا جاتا ہے۔اس پر نقد یہ کی جاتی کہ اس پر یونانی الفاظ اور روایات کا اثر ہے، ایلوٹ لکھتے ہیں:۔

" The earliest form of Infancy Thomas seems to be the Syriac, but the tradition seems to go back to a Greek model: the Greek alphabet figures in one story."44

اس انجیل کے دو یونانی مخطوطات ہیں، دونوں کو ایڈٹ تشندروف "Tischendorf" نے کیا اور ان مخطوطات کا تعلق چودہویں اور پندرہویں صدی سے ہے:۔

"Tischendorf's Greek A is the longest version and is based on two manuscripts both of the fifteenth century: one in Bologna (Univ. 2702), the other in Dresden (i 187). Mingarelli's text had been based on the Bologna manuscript; Thilo added to this the Dresden manuscript and a fragment containing chapters 1-2 then in Vienna (and edited by Lambecius (see Tischendorf, EA, p. xliii)) but now lost. Athos Vatopedi 37 is unedited but is said to resemble Greek A. The fifteenth-sixteenth century Paris 239 containing chapters 1-7, edited originally by Cotelerius (and translated into English by M. R. James), is cited in Tischendorf's apparatus to the text of his Greek A. Delatte's publication of the Athens manuscript of the Greek came after Tischendorf's day. This manuscript shows links with the Latin, especially in Latin chapters 1-3. Both this fragment and the Latin try to provide a link with PJ: the Athens manuscript even attributes the authorship of both to James. Tischendorf's Greek B was first edited by him from a fourteenth-fifteenth century manuscript he had discovered on Mount Sinai."45

اصل متن کبھی دریافت ہوا ہی نہیں ہے:۔

"The version of the 2nd century , is not yet possible . ' A final critical edition is still awaited . But even if such an edition should succeed in reconstructing a text underiying the later manuscripts and translations, the question still remains whether the original infancy gospel can be reconstructed at all. and whether any statements about the date of composition will be possible."46

تاریخی شواہد سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس انجیل کی نسبت تھامس کی جانب درست نہیں، اس کا اصل متن موجود نہیں، جو متن بالخصوص یونانی متن موجود ہیں، چودہویں، پندرہویں صدی کے اضافات وتراميم کے ساتھ شائع شدہ ہیں۔ قرآنی قصص میں اس انجیل سے استفادے کا نظریہ تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔

3-انجیلِ طفولیت عربی "Arabic Gospel of Infancy":۔

اس انجیل کے بارے میں مستشرقین اور مسیحی محققین بالخصوص کلئیر ٹسڈل کا نظریہ یہ ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ اس انجیل سے واقف تھے:۔

"At any rate Mohammed was familiar with this tradition , and adopted many of the legends into the Koran."47

اس انجیل کے بارے میں محققین کا خیال یہ ہے کہ یہ انجیل حیاتِ مریم وابن مریم علیہما السلام سے متعلق یہ متن Protoevangelium of "James" کی نظر ثانی شدہ انجیل ہے:۔

"The Arabic Infancy Gospel or Arabic Life of Jesus is a composite apocryphal gospel that reworks traditions known from at least two other earlier

apocryphal texts, the Protoevangelium of James, sometimes referred to as the Infancy Gospel of James, and the Infancy Gospel of Thomas."48

اس سریانی انجیل کی دو مرتبہ شائع کیا گیا، 1697ء میں پندرہویں صدی کے مخطوطے کو "Henricus Sike" نے اور 1973ء میں "Mario E. Provera" نے اس سے قدیم مخطوطہ جو کہ تیرہویں صدی کا ہے کو اضافات وتراجم کے ساتھ شائع کیا:۔

"The Arabic Infancy Gospel has been presented thus far in two editions. In 1697, Henricus Sike edited the text together with a Latin translation, based on a manuscript owned by Jacob Golius. This manuscript is Ms Oxford, Bodleian Libraries, Or. 350, dated 1442 CE. In 1973, Mario E. Provera published an edition and Italian translation of an even earlier manuscript. His base manuscript was Florence, Biblioteca Medicea-Laurenziana, Or. 32 (n. 387), dated 1299 CE"49

ان مخطوطات کی تورایخی موجودگی سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں ان عربی اناجیل کی موجودگی صرف اندازوں کی حد تک ہے اور حقیقت سے اس کو تعلق نہیں، اس انجیلِ طفولیہ کی دورِ رسالتمآب ﷺ میں موجودگی کے بارے میں ٹسڈل خود بھی شکوک وشبھات کا شکار رہا، وہ لکھتے ہیں:۔

"The style of the Arabic of this apocryphal Gospel, (Gospel Of The Infancy) however, is so bad that it is hardly possible to believe that it dates from Muhammad's time."50

اس عربی انجیلِ طفولیہ میں اسلامی متنی مواد سے اخذ واستفادہ کے شواہد موجود ہیں:۔

"Both the Arabic Infancy Gospel and the Arabic Apocryphal Gospel of John show the influence of Islam on the transmission of Christian apocryphal Jesus material. Genequand has already noted the Islamicization of vocabulary in the Laurenziana manuscript of the Arabic Infancy Gospel over and against the Bodleian manuscript edited by Sike. Indeed, there are many pieces of evidence for a redaction of the Laurenziana manuscript."51

ان مذکورہ شواہد سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قرآن کریم مریم وابن مریم علیہما السلام کے بیان میں عربی انجیل طفولیہ سے ماخوذ ومستفاد نہیں، بلکہ قرآن کریم نزول وحی سے ان قصص کو بیان کرتا ہے اور مسیحی متون کو بھی مستند مواد فراہم کیا ہے۔ زمانی تاخر کی وجہ متنی استفادہ کے شواہد ان مسیحی متون میں منہ بولتا ثبوت ہیں کہ مسیحیین نے اپنے متون کی تیاری میں قرآنی مواد سے آزادانہ استفادہ کیا ہے۔

4- سیڈومیتھیو "Gospel of Ps.-Matthew":۔

یہ متن "Protevangelium of James" کا نظر ثانی شدہ نویں صدی کا متن ہے۔

"The Gospel of Ps.-Matthew is primarily a reworking of the Protevangelium of James, to which Ps.-Matthew adds some "unique" material, including in particular the story of Mary's encounter with the date palm during the flight into Egypt. It was long thought that the Gospel of Ps.-Matthew was quite late, having been composed only in the eighth or ninth century." 52

اس متن کے دو موجود قدیم مخطوطات چودھویں اور پندرھویں صدی کے ہیں:۔

"The first printed edition was Thilo's, based on a fourteendi-century manuscript (Paris 5559). This text ends with the Holy Family reaching Egypt. He published this under the title Historia de Nativitate Mariae et Infantia Salvatoris. Thilo was also aware of another Paris manuscript (1652) dial contained the same material as 5559 but concluded witii miracles taken from Infancy Thomas, i.e. Pseudo-Matthew 25-42 (this second part is entitled *De Miraculis Infantiae Domini Jesu Christi*). Tischendorf's text was based principally on Vatican 4578 of the fourteenth century and on three other manuscripts, two of the fourteenth century (including Paris 5559) and one of the fifteenth."53

مذکورہ بالا تمام مسیحی متون کی تاریخی تحقیق سے یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے متن کی تیاری کے لیے مسیحی اپاکرفا سے مستفاد وماخوذ نہیں بلکہ ان کے مخطوطات کی تدوین وتصنیف بعد از نزولِ قرآن ہے، اس سے لازم نتیجہ نکلتا ہے کہ ان متون کی تیاری میں ان کے مصنفین نے قرآنی قصصِ مریم وابنِ مریم علیہما السلام سے استفادہ کیا ہے۔

5- قرآن کریم میں سزائے صلیب کی نفی:۔

قرآن کریم میں مسیح علیہ السلام کی سزائے صلیب نہ ہونے اور اُن کے شبیہہ کے بارے میں تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بارے میں مستشرقین کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں اس نظریئے کو مسیحی غنوصی فرقے کے نظریات سے اخذ کرکے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ ٹسڈل لکھتے ہیں:۔

" He gladly adopted the assertion of certain heresiarchs, with whose views in other respects he had little in common. Several of these had, long before Muhammad's time, denied the actual suffering of Christ. Irenaeus tells us with reference to the teaching of the Gnostic heretic Basilides, who flourished about A.D. 120, that, in speaking of Jesus, he taught his deluded followers "That He had not suffered; and that a certain Simon of Cyrene had been compelled to carry His cross for Him; and that this man was crucified through ignorance and error, having been changed in form by Him, so that it should be thought that he was Jesus himself."54

یہ استشراقی دعویٰ ناقابل اعتبار ویقین ہے کہ یہ نظریہ غنوصی فرقے کے نظریات سے لیا ہے، کیونکہ یہ 120 عیسوی میں پھیلانے والا فرقہ پانچویں صدی کے وسط تک یہ فرقہ یا تو ختم ہو چکا تھا یا قدیم چرچ کے نظریات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال چکا تھا، اس بات کی بھی کوئی تاریخی سند موجود نہیں کہ غنوصی فرقے کے نظریات کہیں پڑھائے جاتے ہوں۔ مشہور مستشرق جے ایم راڈویل اس دعویٰ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" It has been supposed that Muhammad derived many of his notions concerning Christianity from Gnosticism, and that it is to the numerous gnostic sects the Koran alludes when it reproaches the Christians with having "split up their religion into parties." But for Muhammad thus to have confounded Gnosticism with Christianity itself, its prevalence in Arabia must have been far more universal than we have any reason to believe it really was. In fact, we have no historical authority for supposing that the doctrines of these heretics were taught or professed in Arabia at all. It is certain, on the other hand, that the Basilidans, Valentinians, and other gnostic sects had either died out, or been reabsorbed into the orthodox Church, towards the middle of the fifth century, and had disappeared from Egypt before the sixth." 55

قرآن کریم کے قصص وو قائع کی الہامی حیثیت پر استشراقی شکوک اور استدلالات پیش کیے گئے، وہ تمام شبہات تاریخی اعتبار سے خود داخلی پہلو سے درست نہیں ہیں۔ اس پر مستزاد کہ ان شبہات کی تردید خود استشراقی محققین نے ہی کر دی۔ اس تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ سے یہ بھی واضح ہو چکا کہ قرآن کریم خداوند عزوجل کی جناب سے نبی کریم ﷺ پر جنابِ جبرائیل علیہ السلام کے توسل نازل ہوا اور یہ تمام خارجی ذرائع سے استفادہ واقتباس کے شکوک وشبہات سے مبراء ہے۔ مھیمن ومصدقِ کتبِ سماویہ ہونے کی حیثیت اپنے اندر حقیقی غلطی سے پاک تاریخی شواہد کو ایسے طریقے سے سمیٹے ہوئے ہے کہ اقوامِ سابقہ کی تاریخی، دعوتی جانچ پڑتال کے لیے اعلیٰ ترین معیاری کسوٹی بن گیا۔

حوالہ جات

---

[1] Clair Tisdall, *The Original Sources of the Qur'an* (London: Society for Promoting Christian Knowledge, 1905), 11.

[2] Clair Tisdall, *The Religion of the Crescent: Being the James Long Lectures on Muhammadanism* (London: Society for Promoting Christian Knowledge, 1906), 148.

[3] برکت اللہ، آرچکڈیکن، **صلیب کے ہراول**، پ(لاہور: پنجاب ریلیجئیس بک سوسائٹی، 1958ء، 2:106

[4] ولیم بارکلے، مترجم: رفیق مائیکل، **یسوع کے حواری**، (کراچی: کٹیکٹیکل سوسائٹی، س-ن)، 63

[5] قادیانی، غلام احمد، مرزا، **مسیح ہندوستان میں**، (قادیان: مطبع انوار احمدیہ، 1908)، 14

[6] صابری، امداد، مولانا، **آثار رحمت**، (دہلی: یونین پرنٹنگ پریس، س-ن)، 33

[7] ایضا

[8] خان، ذکاءاللہ، مولوی، **تاریخ ہندوستان**، (علی گڑھ: انسٹی ٹیوٹ گزٹ پریس، 1919ء)، 412-413 :8

[9] ایضا

[10] مریم فرانسس، **برصغیر میں نو آبادیات اور مسیحیت**، (اسلام آباد: ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت، 1999ء)، 40-44 :9

[11] ہمفرے **ہمفرے کے اعتراف**، (لاہور: اکبر بک سیلرز، س-ن)، 12-13

[12] خان، سید احمد، سر، **رسالہ اسباب بغاوت ہند**، (کراچی: اردو اکیڈمی، 1986ء)، 121-122

[13] رخشندہ گل نے اپنے مقالے اردو ادب میں عیسائیوں کی خدمات میں اس کے مصنف کا نام پادری رؤوس ذکر کیا ہے۔

[14] Pregill, Michael E. "The Hebrew Bible and the Quran: The Problem of the Jewish 'Influence' on Islam." *Religion Compass* 1, no. 6 (2007): 649.

[15] J. C. Blair, *The Sources of Islam* (Madras: The Christian Literature Society, 1925), 60.

[16] Clair Tisdall, *The Sources of Islam: A Persian Treatise*, trans. William Muir (Edinburgh: T&T Clark, 1901), 46.

[17] Tisdall, *Sources of Islam*, 46

[18] Tisdall, *Original Sources of the Qur'an*, 140.

[19] القرآن، 3/44

[20] Tisdall, *Sources of Islam*, 53-54.

[21] Ibid, 54-55.

[22] Tisdall, *Sources of Islam*, 56.

[23] Tisdall, *Original Sources of the Qur'an*, 169-170.

[24] Tisdall, *Sources of Islam*, 59.

[25] Tisdall, *Original Sources of the Qur'an*,183 .

[26] Blair, *The Sources of Islam*, 65.

[27] Tisdall, *The Sources of Islam*, 57-58.

[28] Cornelia B. Horn, "Apocrypha on Jesus' Life in the Early Islamic Milieu: From Syriac into Arabic," in *Senses of Scripture, Treasures of Tradition: The Bible in Arabic among Jews, Christians and Muslims*, ed. Miriam L. Hjälm, Biblical Intersections 3 (Leiden: Brill, 2017), 61.

[29] J. K. Elliott, *A Synopsis of the Apocryphal Nativity and Infancy Narratives*, 2nd ed. (Leiden: Brill, 2006), 4.

[30] J. K. Elliott, *The Apocryphal New Testament: A Collection of Apocryphal Christian Literature in an English Translation* (Oxford: Oxford University Press, 2005), 49.
[31] Ibid, 49
[32] Wilhelm Schneemelcher, ed., *New Testament Apocrypha*, vol. 1, *Gospels and Related Writings*, trans. R. McL. Wilson, rev. ed. (Louisville, KY: Westminster John Knox Press, 2003), 423.
[33] Elliott, *Apocryphal New Testament*, 49.
[34] Elliott, *Synopsis of the Apocryphal Nativity*, 4.
[35] Elliott, *Apocryphal New Testament*, 51.
[36] Ibid, 52
[37] Schneemelcher, *New Testament Apocrypha*, 1:421.
[38] Ibid, 421-422.
[39] Elliott, *Apocryphal New Testament*, 50-51.
[40] Ibid, 51
[41] Schneemelcher, *New Testament Apocrypha*, 1:441.
[42] Elliott, *Synopsis of the Apocryphal Nativity*, 5.
[43] Ibid, 4-5
[44] Elliott, *Apocryphal New Testament*, 69.
[45] Ibid, 71
[46] Schneemelcher, *New Testament Apocrypha*, 1:439.
[47] Ibid, 1/456
[48] Horn, "Apocrypha on Jesus' Life,", 61.
[49] Ibid, 62
[50] Tisdall, *The Original Sources of The Quran*, 42.

[51] Horn, "Apocrypha on Jesus' Life,", 67.
[52] Stephen J. Shoemaker, "Christmas in the Qur'an: The Qur'anic Account of Jesus' Nativity and Palestinian Local Tradition," *Jerusalem Studies in Arabic and Islam* 28 (2003): 18, https://islamspring2012.voices.wooster.edu/wpcontent/uploads/sites/192/2018/10/Shoemaker_christmas-in-the-Quran.pdf
[53] Elliott, *Apocryphal New Testament*, 88.
[54] Tisdall, *The Original Sources of The Quran*,18 .
[55] J. M. Rodwell, *The Koran* (New York: E. P. Dutton & Co., 1909), 9–10.